www.khanqah.in

اشاعت کا چودھواں سال

14th year of Publication

ہفتہ وار

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**

Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

25 جنوری 2013ء جمعۃ المبارک مطابق 12 ربیع اوّل ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 04

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

دود ترأوِتھ آب یُس مندے
سُے سمسارس کندے زاو
پَریہ پان یُس ہِوُے وَندے
سُے ہَبا سندے ترِٕتھ دڑاو

جو بے وقوف دودھ کو چھوڑ کر پانی پھینٹتا رہے وہ دُنیا میں نا کام ونامراد رہا۔اس کے برعکس جس نے اپنے اور بے گانے کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ جو اپنے لئے چاہا وہی دوسرے کیلئے بھی پسند کیا۔ وہ کامیابی کی منزل تک جا پہنچا۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں ہاسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پرواجب ہے۔ مدیر

اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم شرمندہ ہیں!

مولانا منصور احمد

وہ اللہ جو دانے کو پھاڑ کر اس میں گندم اور گٹھلی کو چیر کر اس میں سے کھجور نکالتا ہے، وہ رب جو دن میں سے رات اور رات میں سے دن کو برآمد کرتا ہے، وہ رب جو اندھیری رات میں سیاہ پہاڑ پر رینگنے والی کالی چیونٹی کی رفتار سے بھی باخبر ہے، وہ رب جس کی قدرت عظیم ہے، جس کی حکمت لامتناہی ہے اور جس کی رحمت وسیع ہے، جو عالم الغیب ہے، وحدہ لاشریک ہے، نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ مثل، نہ اس کی کوئی نظیر ہے نہ برابر۔ وہ رب چاہے تو ہم گنہگاروں کی یہ عاجزانہ صدا اپنے حبیب ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک پہنچادے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار رحمتیں اور لامحدود سلام نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بہترین سے بہترین صلہ عطا فرمائے جو کسی نبی کو اپنی قوم کی طرف سے یا کسی رسول کو اپنی امت کی طرف سے دیا جا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو ہر طرف تاریکی کا دور تھا اور ظلم وستم کا راج تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل وانصاف کی چراغ جلائے مخلوق اور خالق کے درمیان فاصلے مٹائے اور انسان کو انسانیت کا راستہ دکھلا کر اس بنی نوع انسان پر بے شمار احسانات فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو توحید کا سبق سکھایا، سنت کا پیارا راستہ دکھایا، خلفائے راشدین کے طریقے کی اہمیت سمجھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قرآن وحدیث کا دستور دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شرافت، دیانت اور حکمت کے تحائف دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسلام کی رسی عطا فرمائی جس نے ہمیں ادھر اُدھر بھٹکنے سے محفوظ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہاد کا راستہ دکھایا جس کی وجہ سے ہم عزت کے حقدار ٹھہرے اور دنیا میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کیا، مسلمانوں کے جان ومال کو محفوظ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں نے جانثاری اور سرفروشی کی وہ مثالیں قائم کردیں کہ آج تک دنیا ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ فرمائے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام کو افریقہ کے صحراؤں اور ایشیا کے کوہساروں تک پہنچا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں نے قیصر وکسریٰ کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین نے انسان کو انسان کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبودیت میں دے دیا تھا۔

لیکن پھر ہم غلطی کا شکار ہو گئے ہمیں بے راہ روی نے مار ڈالا۔ ہم نے توحید کے بدلے شرک کو اختیار کر لیا۔ سنت کے بجائے بدعات ہمارا دستور العمل بن گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کے بجائے غیروں کے طریقے ہمیں پسندیدہ لگنے لگے۔ ہم نے اسلامی تہذیب کے بجائے رومی، مصری، ہندی، سندھی، پنجابی اور مغربی ثقافت کو گلے لگا لیا۔ ہم جو زمانے کی قیادت کر سکتے تھے، خود زمانے کے پیروکار بن گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں امت واحدہ بنا کر گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت اسلامی کی بنیادیں قائم فرمائی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حبشہ کے بلالؓ، روم کے صہیبؓ، فارس کے سلمانؓ اور عرب کے صحابہ رضی اللہ عنہم یکجا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسوم جاہلیت کو مٹا دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم اور نسل پر فخر ومباہات کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔ لیکن اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! پھر ہم بٹ گیے اور کفار کے ہاتھوں بری طرح پٹ گئے۔ ہم میں عرب، عجم، ایرانی، تورانی، مصری اور شامی کے نعروں نے سر اٹھایا۔ ہم ٹولیوں اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت میں بہت مہربان تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں اور طائف کی وادیوں میں اسی امت کے لیے ماریں کھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حج کی قربانی میں بھی اپنی امت کو فراموش نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کی تسبیحات میں اور رات کی مناجات میں اپنی امت کو شریک فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اس امت پر بے شمار ہیں۔

آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا عجیب حال ہے۔ ساری دنیا کے کفار اس کو ختم کرنے کے لیے ایک دوسرے کو ایسے دعوت دے رہے ہیں جیسے کھانا کھانے والے کھانے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے جسم کے ایک ایک حصے سے لہو رس رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے چھ ماہ فلسطینی بچے ضیاء الطمیزی کو معاف نہیں کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد فلسطین میں بے گھر اور بے در کیا جا رہا ہے۔ کشمیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خواتین کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ چیچنیا میں خون مسلم کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ افغانستان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام کو مٹانے کے لیے ساری کفریہ طاقتیں جمع ہیں۔ ادھر مسلمانوں کے حکمران خود مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ ان کی جان ومال کے سودے ہو رہے ہیں۔ ہزاروں شہداء اور لاکھوں مہاجرین کو فروخت کر رہے ہیں۔

کفار نے ہماری بے غیرتی اور بزدلی کا سہارا لیا۔ انہوں نے بے شمار مظالم اور بے تحاشا ستم رانیوں کے بعد آخر اپنے ترکش کا آخری تیر بھی چلا دیا وہ سیاہ باطن گورے آپ کی حرمت سے کھیلنے لگے، ان کی دریدہ ذہنی اور گستاخی نے خاکوں اور کارٹونوں کی شکل اختیار کر لی۔ آپ کے نام لیوا بے بس اور بے کس تھے لیکن اس کے باوجود مراکش سے انڈونیشیا تک وہ انتقام کا عزم لیکر میدانوں میں نکل آئے۔ اگر مسلم حکمران چاہتے تو وہ ان مولوں کو وقت کے شہبازوں سے ٹکرا دیتے اور پھر دنیا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نظارے دیکھتی۔

ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کو بڑا رنج ہوا کہ مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے، کہنے لگے، اب دنیا میں جینے کا کوئی مزہ اور لطف نہیں رہا۔

قریش مکہ کی تعزیت کے لیے یہ مکہ پہنچا اور قریش کے جو لوگ قتل ہوئے تھے اس نے ان کے مرثیے لکھے، ان مرثیوں کو مجمع میں سناتا خود بھی اور لوگوں کو بھی رلاتا۔ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لوگوں سے کہتا کہ تم بھی غلاف پکڑ کر عہد کرو کہ سب مل کر مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑیں گے۔ پھر اس پر بس نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجو کے قصیدے لکھنے شروع کئے۔ یہ حرکتیں جب حد سے بڑھ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: "من لکعب بن الاشرف ؟ فانہ قد آذی اللہ ورسولہ " "کون ہے جو (اس یہودی) کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگائے، اس نے اللہ اور اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔"

حضرت محمدؓ بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہ پسند فرمائیں گے کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نعم" (ہاں) تو حضرت محمد بن مسلمہ نے عرض کیا، آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں (مجمل اور مبہم انداز میں) کچھ باتیں کروں (جن سے وہ خوش ہو اور پھر مجھے اس کو قابو میں کرنا آسان ہو جائے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی۔

چنانچہ محمدؓ بن مسلمہ کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے، ان کے ساتھ ابونائلہ اور حضرت سعد بن معاذ کے بھتیجے حارث بن اوس بھی تھے، کعب بن اشرف کے پاس آکر انہوں نے کہا۔ "یہ آدمی (مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے صدقہ کا مطالبہ کرتا ہے اور اس نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے، میں تمہارے پاس قرضہ مانگنے کے لیے آیا ہوں۔" کعب بن اشرف نے یہ سن کر کہا "وایضا واللہ لتملنہ " (خدا کی قسم! تم اس سے ابھی مزید اکتا جاؤ گے) یعنی ابھی تو ابتدائے آگے آگے دیکھو کیا صورت حال پیدا ہوتی ہے، ابھی تو اور اکتانا پڑے گا۔

محمدؓ بن مسلمہ نے کہا ہم نے ان کی پیروی کی ہے پس اب ہم نہیں چاہتے کہ انہیں چھوڑ دیں یہاں تک کہ ہم دیکھیں کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ محمد بن مسلمہ کا مقصد یہ تھا کہ ہمیں اسلام کے غلبہ کا انتظار ہے ابھی تو آزمائش چل رہی ہے اور ان شاء اللہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کی شان نمودار ہوگی، لیکن کعب بن اشرف اس کلام سے اپنی ذہنیت کی وجہ سے یہ سمجھا کہ ہم نے چونکہ ان کی اتباع کی ہے اور ہم عرب لوگ ہیں، اپنے قول وقرار سے انحراف تو کر نہیں سکتے اس لیے ہم اب اس انتظار میں ہیں کہ ان کا خاتمہ کب ہوتا ہے، خاتمہ ہو جائے گا تو ہماری جان چھوٹ جائے گی، کعب بن اشرف نے محمد بن مسلمہ کے کلام سے اپنی ذہنیت کے مطابق یہ تاثر لیا۔

www.khanqah.in

مغرب کے دوہرے معیار پر امامِ کعبہ کی تنقید

شیخ صالح بن محمد الطالب امام حرم

امام حرم شیخ صالح بن محمد الطالب نے آزادیٔ اظہار رائے کے تعلق سے مغرب کے دوہرے معیار پر تنقید کرتے ہوئے اقوام عالم سے اپیل کی کہ وہ توحیدی مذاہب اور پیغمبروں کی اہانت کے خلاف اور ان کی عزت و حرمت کے لیے قوانین و ضوابط مرتب کریں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے امریکہ میں بننے والی اسلام مخالف فلم اور فرانس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے ردعمل میں بھی رحمدلی کا مظاہرہ کریں۔

اپنے ہفتہ واری خطاب میں امام حرم نے آزادیٔ اظہار رائے کے تعلق سے مغرب کے دوہرے معیار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ''اس وقت آزادیٔ اظہار رائے کے کیا معنی رہ جاتے ہیں، جب بین الاقوامی تنظیمیں اور حکومتیں ایسے شخص کے پیچھے پڑ جاتی ہیں اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کرتی ہیں، جو ''ہولوکاسٹ ہٹلر'' کا انکار کرے، یا اس پر شبہ ظاہر کرے؟'' واضح رہے کہ ''ہولوکاسٹ'' کے ذریعہ یہودیوں کے احتجاج میں اجتماعی قتل کو کہا جاتا ہے۔ متعدد مغربی ممالک میں ہولوکاسٹ کا انکار جرم قرار دیا گیا ہے اور ایسا کرنے والے کے لیے سخت سزائیں ہیں۔

امام حرم نے کہا کہ ''دوسری طرف لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، انہیں قانون کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔'' شیخ صالح جمعہ کے خطبہ کے دوران امریکہ میں بننے والے اس فلم کے حوالے سے گفتگو کر رہے تھے، جس کے خلاف عالم اسلام میں بڑے پیمانے پر مظاہروں اور احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر امریکہ اور گوگل اس پر پابندی لگانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ امریکہ کا کہنا ہے کہ ملک میں ''آزادی اظہارِ رائے'' قانون کی وجہ سے وہ کارروائی سے قاصر ہے۔

امام حرم نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی عقل پر نوحہ کرتے ہوئے کہا کہ متمدن سماج کا کوئی بھی فرد جو رتی برابر بھی عقل رکھتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے مغربی ممالک کو متنبہ کیا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے بعد پیدا ہونے والے اس غصہ پر کوئی قابو نہیں پا سکتا۔ انہوں نے عالمی سطح پر احتجاج کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''شاید یہ غصہ بے قابو ہو چکا ہے۔'' انہوں نے مغربی ممالک سے مطالبہ کیا کہ ''ان بیوقوفوں کو روکا جائے جو وقتاً فوقتاً آگ لگاتے رہتے ہیں۔'' انہوں نے اس بات کو صاف کر دیا کہ مسلمان اپنے مذہب کی توہین قطعی برداشت نہیں کر سکتے۔ مختلف مذاہب کے درمیان مذکرات کے سلسلے میں امام حرم نے کہا کہ ''اگر کچھ لوگ زہر اگلنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نفرت پھیلاتے رہتے ہیں تو پھر اس طرح کے اقدامات کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا۔'' انہوں نے بین الاقوامی تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ وہ ابراہیمی مذاہب، ان کے پیغمبروں اور رسولوں کے ناموس کی حفاظت کے لیے ضوابط بنائیں۔ اور ایسے قوانین مرتب کریں جو ان کی توہین کرنے والوں کے لیے سزاؤں کو یقینی بنائیں۔

امام کعبہ نے مسلمانوں سے بھی اپیل کی کہ تشدد کے ذریعہ اپنے ردعمل کا اظہار نہ کریں کیونکہ اس میں بے قصور مارے جاتے ہیں۔ انہوں نے تلقین کی کہ اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر عائد کئے جانے والے الزامات کا دفاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کے ذریعہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ''مسلمانوں کو اپنے ردعمل میں بھی رحم دلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ بے قصوروں کو قتل کرنا اور املاک کو تباہ کرنا رحم دلی نہیں ہے۔'' انہوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ شوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کو اسلام اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے عوام میں بیداری پیدا کرنے کے لیے استعمال کریں۔

شیخ صالح بن محمد الطالب نے کہا کہ ''مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہئے۔ اور تازہ حادثات نہیں ہونے دینے چاہئے جو اسلام کی ترقی میں رکاوٹ بنیں۔''

انہوں نے مسلمانوں سے استدعا کی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، ان کے نقش قدم پر چلیں اور الزامات کا پرامن طریقے سے دفاع کریں۔ امام کعبہ نے اس شبہ کا بھی اظہار کیا کہ مغرب میں اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو تشدد میں مبتلا کرنا چاہتی ہیں تاکہ مسلمانوں کے خلاف اپنی دشمنی کا جواز فراہم کر سکیں اور اسلام کی اشاعت کو روک سکیں۔

تاریخی کالم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سفر ہجرت

عراق: یہ ملک ایران، ترکی، شام، اُردن، سعودی عرب اور کویت کے درمیان واقع ہے، اسے عراق کا نام دیا گیا کیونکہ یہ دجلہ اور فرات کے کناروں پر آباد ہے، اسکے جنوب میں خلیج فارس ہے۔

بابل: قدیم عراق میں دریائے فرات کے مشرقی کنارے پر بابل کا شہر واقع تھا، ان دنوں الحِلّہ نامی شہر کے شمال میں بابل کے کھنڈر موجود ہیں، 586 قبل مسیح میں بابل میں بخت نصر حکمران تھا جس نے پہلی بار ہیکل سلیمانی (بیت المقدس) مسمار کیا تھا۔

دجلہ: یہ دریا مشرقی ترکی کے پہاڑوں سے نکل کر جنوب کو بہتا ہوا عراق میں داخل ہونے سے پہلے کچھ دُور تک ترکی اور ملک شام کی سرحد کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ پھر شمالی اور مشرقی عراق میں سے گزرتا ہے۔ عراقی کردستان میں دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر موصل کا شہر ہے اور اس کے بالمقابل مشرق میں قدیم تاریخی شہر نینوہ (نینویٰ) کے کھنڈر ملتے ہیں۔ خلافت عبّاسیہ کا صدر مقام اور موجودہ عراق کا دارالحکومت بغداد دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد ہے۔ القرنہ کے مقام پر دجلہ اور فرات ملتے ہیں اور دونوں کے ملاپ سے شط العرب بنتا ہے، جو عراق ایران سرحد بناتا ہوا فاد کے قریب خلیج فارس میں گرتا ہے۔ صلاح الدین ایوبی اور صدام حسین کی جائے پیدائش تکریت ''معتصم باللہ کا دارالخلافہ سامرّاء'' ساسانی دارالحکومت مدائن (سلمان پاک) کویت اور العمارہ دجلہ کے کنارے واقع ہیں، بصرہ شرط العرب کے جنوب میں ہے۔

الجزیرہ: دوابہ دجلہ و فرات (میسوپوٹیمیا) کا شمالی حصہ الجزیرہ کہلاتا ہے جب کہ جنوبی حصے کو السواد کہا جاتا ہے، الجزیرہ اَب شام، عراق اور ترکی میں بٹا ہوا ہے۔

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا اور انجام

" جو کوئی مجھے سب و شتم کرے اسے قتل کر دو۔'' (الشفاء الصارم: ۱۹۴/۲) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو کسی نبی کو برا بھلا کہے اسے قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہے، اسے کوڑے لگائے جائیں۔'' (الصارم المسلول: ص۹۲، نیز ۲۹۹)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی، یہ اس کو روکتا تھا، مگر وہ رکتی نہ تھی، یہ اسے ڈانٹتا تھا، مگر وہ مانتی نہ تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور گالیاں دینی شروع کی، تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ میں رکھا اور وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا۔ عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلودہ ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ذکر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا: میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اُس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے، تو نابینا کھڑا ہو گیا، لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں ہوں اسے مارنے والا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی، میں اسے روکتا تھا، وہ رکتی نہ تھی، میں دھمکاتا تھا، وہ باز نہ آتی تھی، اور اس سے میرے دو بچے ہیں، جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی، لیکن آج رات جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینی اور برا بھلا کہنا شروع کیا، تو میں نے خنجر لیا اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! گواہ رہو اسکا خون بے بدلہ (بے سزا) ہے۔'' (کنز العمال: ۷/۳۰۴)

قارئین! غور کریں کہ اپنے دو بچوں اور عزیز بچوں کی ماں، رفیقہ زندگی، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت گو، تو اس کے مالک کو غیرتِ ایمانی کا وہ جوش ہوا کہ اس نے صبح ہونے تک بھی برداشت نہ کیا اور اسے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ مالک تھا، غیرتِ ایمانی میں بے بس ہو گیا تھا، اس کا قتل کرنا معافی میں رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور برا کہتی تھی، تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون کو ناقابل سزا قرار دے دیا۔'' (ابوداؤد ص۶۰۰/ مطبع نور محمد)

اوپر والا قصہ تو مملوکہ باندی کا تھا۔ یہ غیر مملوکہ غیر مسلم کا ہے۔ مگر غیرت ایمانی نے کسی قسم کا خیال کئے بغیر جوشِ ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ باطل قرار دیا۔ دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا امباح الدم (خون جائز) ہو جاتا ہے۔ اور حق کا علمبردار سزاؤں کا غیر مستحق ہو جاتا ہے، بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کو بھی جو گالیاں دے گا، یا برا بھلا کہے گا، وہ قتل کا مستحق ہے۔ اور جو صحابہؓ میں سے کسی کو بھی برا کہے گا، اسے کوڑے لگانا ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام لیوا صاحبان کو کان کھول کر سن لینا چاہئے اور سارے مسلمانوں کو ''۔

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

25 جنوری 2013ء جمعۃ المبارک

انسانی شرافت اور ایمان کو سلب کرنے کی عالمگیر سازش

میرے عزیز مسلمان بھائیو! دور حاضر کے ایمان سوز فتنے جس نے مسلمانوں کو خاص طور پر اور سارے انسانوں کو عام طور پر اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور انسان کو ہلاکت کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے، ایسے بدترین حالات سے کیسے نمٹا جائے اور اپنے خدائی قیمتی تحفہ ایمان کو کیسے بچایا جائے، ہمیں اس کی فکر کرنی ہے، ورنہ انسان دشمن طاقتیں اب بھی اپنی کمینی حرکتوں سے باز نہیں آئی ہیں۔ مذکورہ نظریات کے بعد بھی پہ در پہ نظریات کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عام کیا جا رہا ہے، مثلاً ''نظریۂ بگ بانگ'' ''انفجارِ عظیم'' اسی طرح نظریہ ''اضافت وقت'' اسی طرح سال گزشتہ ''اسٹیفن ہو کنگ'' کا نظریہ اور سال رواں میں ''ھیگ بوسوں پارٹ اوف گوڈ'' کا نظریہ، یہ سب مادیت ''میٹریلزم'' کو مہمیز دینے کے لیے کیا جا رہا ہے، بات دراصل یہ ہے کہ اس وقت غلبہ انہیں حاصل ہے، لہٰذا وہ رکنے والے نہیں، سیاسی غلبہ انہیں حاصل ہے، میڈیا ان کے مکمل کنٹرول میں ہے، ذرائع ابلاغ انسان کی قوتِ فکر پر کنٹرول پانے میں فعّال کردار ادا کرتا ہے، دونوں ان کے زیر نگیں ہیں '' الیھود والعالم والمؤامرات والاھداف والاسرار '' کے مصنف فاروق محمد نجلا نے ''جذور البلاء'' ص ۱۴ر کے حوالہ سے ایک یہودی حاخام Reichoen کی یہ بات نقل کی ہے کہ اس نے'' سیمون بن یہودا'' کی قبر کے پاس ایک تقریر کی تھی، جس میں کہا تھا کہ "اگر دنیا پر تسلط کے لیے سونا اور چاندی انتہائی اہم ہتھیار ہے، تو صحافت اور ذرائع ابلاغ کو دوسری پوزیشن حاصل ہے۔ گویا دولت اور ذرائع ابلاغ دونوں ہی عالمی تسلط کے لیے ناگزیر ہیں، لہٰذا ہمارے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ مال و دولت کے ذریعہ صحافت اور ذرائع ابلاغ پر پورا کنٹرول حاصل کرلیں، چاہے ذرائع ابلاغ پر کنٹرول کرنے کے لیے ہمیں کتنی ہی رشوت کیوں نہ دینی پڑے، ہم اس کے لیے تیار رہیں، کیونکہ خاندانی نظام، عقائد اور اخلاق فاضلہ کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کے بغیر چارہ کار نہیں"۔

(الیھود والعالم المؤامرات والاھداف والاسرار :161)

قارئین! آپ اندازہ لگائیں کہ ان کی سازش کتنی گہری اور عالمگیر ہے، قرآن نے صحیح کہا ﴿وان کان مکرھم لتزول منه الجبال﴾ کہ اگر ان کا فریب اور بس چل جائے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ قرآن پہاڑ ہٹانے کی بات نہیں کر رہا ہے بلکہ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی تدبیریں، سازشیں، اتنی خطرناک ہوتی ہیں کہ راسخ العقیدہ انسان کو بھی ہلا کر رکھ دے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے آمین۔

یہ دشمنانِ ایمان نہیں بلکہ دشمنانِ انسانیت ہیں۔ محض اپنے مفاد کے خاطر مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ پورے انسانی معاشرے کو عالمگیر پیمانے پر اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور مادّیت کا حملہ ایسا خوفناک کیا ہے کہ " الامان والحفیظ ". زندگی کے کسی بھی اہم شعبہ کو بخشا نہیں بلکہ سب میں مادّی افکار کو پوری مکاری عیاری اور منصوبہ بندی سے مسلط کر دیا ہے، مثلاً عقائد کو مسخ کرنے اور بگاڑنے کے لیے ''ریشنلائزیشن'' (Rationalization) کو فروغ دیا جس کا مفہوم ہے۔ عقل کو مذہب میں آخری فیصلہ کرنے والا قرار دینا اور ان تمام نظریات کو رد کرنا جو عقل سے مطابقت نہ رکھتے ہوں، (عالمی یہودی تنظیمیں: ۱۹۳) اور پھر اس عقلیت کے سہارے مذکورہ نظریات کو اس اصول کے پیش نظر فروغ دیا کہ "جھوٹ کو اتنا دہراؤ کہ لوگ اس کو سچ تسلیم کرنے پر آمادہ یا مجبور ہو جائیں" اس عقلیت کے نتیجہ میں بالآخر لادینیت نے جنم لیا اور پھر یکے بعد دیگرے مادّی افکار جنم لیتے رہے اور اب بھی لے رہے ہیں۔

عقائد کے بعد جمہوریت کے ذریعہ سیاست کو اپنی لپیٹ میں لیا اور اخیر میں معاشرت اور معیشت کو ''کمرسلائزیشن'' کے ذریعہ اپنے قابو میں کرلیا۔

جواھر القرآن

سورۂ ھمزہ

6

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت جسٹس مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب

غیرت ایمانی ہے تو یہ مشغلہ چھوڑ دو:

کم سے کم اتنا تو ہو کہ ان کو پیسے کی چوٹ لگے، ایک مرتبہ ان کو پتہ چلے کہ الحمدللہ مسلمانوں کی غیرت ابھی سوئی نہیں ہے، خاص طور پر میں اپنے نوجوانوں سے یہ گزارش کروں گا کہ آجکل انٹرنیٹ کے استعمال کا جو سیلاب ہر طرف جاری ہے، جو لوگوں کی دلچسپی کا ایک مشغلہ ہے، جو لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے، لیکن کیا تم اس ذرا سی قربانی کو گوارہ نہیں کر سکتے کہ اپنی دلچسپی کا ایک مشغلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر چھوڑ دو، تم سے جان دینے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا ہے، تم سے مال لینے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا ہے، تم سے صرف یہ کہا جا رہا ہے کہ اپنی دلچسپی کا ایک مشغلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان کر دو، اتنا بھی کرلو گے تو انشاء اللہ کم از کم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں میں تمہارا نام لکھا جائے گا، آخرت میں تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخ رو ہو کر یہ کہہ سکو گے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والوں کا بائیکاٹ کیا تھا، اگر یہ تحریک چلائی جائے تو آپ دیکھئے گا کہ انشاء اللہ اس کے اثرات کیا ہوں گے،

آخرت میں یہ لوگ برباد ہوں گے:

اس سورۂ ہمزہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ "ویل لکل ھمزة" ان کے لیے بربادی ہے، آج یہ لوگ خوب خوش ہو جائیں کہ ہم نے اپنا منصوبہ پورا کرلیا، اور اس پر ناز کریں، لیکن ان کا انجام بربادی ہے، وہ بربادی یہ ہے کہ ﴿كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ﴾ ان کو اس آگ میں پھینک دیا جائے گا، جو ہڈیوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گی ﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ﴾ ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾ یہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے، جس میں یہ داخل ہوں گے، جو آگ ان کے دلوں تک پہنچ جائیگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے، میری طرف سے نہیں ہے، کسی بندے اور کسی انسان کی طرف سے نہیں ہے، یہ تو ہو کر رہے گا، جن بدبختوں نے یہ کارروائی کی ہے، ان بدبختوں کو بالآخر اپنے اس انجام کا سامنا کرنا ہی پڑے گا، وہ اس دنیا میں چاہے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیں، یا اس پر خوشیاں منائیں، لیکن آخرت میں یہ ہو کر رہے گا، لیکن دنیا کے اندر بھی ہمارا کچھ فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت سے ہمیں اس فریضہ کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فرمودِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

شام کی دُعائیں

۹. "اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"

(ابوداؤد حدیث:۵۰۹۰، احمد:۴۴/۵)

اے اللہ! مجھے عافیت دے میرے بدن میں، اے اللہ! مجھے عافیت دے میرے کانوں میں، اے اللہ! مجھے عافیت دے میری آنکھوں میں، نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، اے اللہ! یقیناً میں تیری پناہ میں آتا ہوں، کفر سے اور غربت سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں عذابِ قبر سے، نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ (تین بار)

۱۰۔ "حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ"

(صبح و شام سات سات مرتبہ) (ابوداؤد حدیث:۵۰۸۱)

کافی ہے مجھے اللہ ہی نہیں کوئی معبود مگر وہی اسی پر میں نے بھروسہ کیا، اور وہ ربّ ہے عرشِ عظیم کا۔

۱۱۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُبِکَ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ"

(ابوداؤد حدیث:۵۰۷۴، ابن ماجہ حدیث:۳۸۷۱)

اے اللہ! بے شک میں سوال کرتا ہوں تجھ سے معافی کا اور عافیت کا دُنیا اور آخرت میں، اے اللہ! بے شک میں سوال کرتا ہوں تجھ سے معافی کا اور عافیت کا، اپنے دین اور دُنیا میں اور اپنے اہل و مال میں، اے اللہ! پردہ ڈال دے میرے عیبوں پر اور امن دے میری گھبراہٹوں میں، اے اللہ! تو میری حفاظت فرما، میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے اور میرے بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے، اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے کہ ناگہاں ہلاک کیا جاؤں میں اپنے نیچے سے۔

www.khanqah.in

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

گذشتہ سے پیوستہ

غروۃ حدیبیہ کا پورا سفرا امتحان تھا......بہت سخت اور کڑا امتحان ......بلکہ امتحانات کا ایک پورا نصاب تھا......اور اس نصاب میں ہر امتحان دوسرے امتحان کے بالکل خلاف اور متضاد تھا......یعنی اعصاب شکن امتحانات کا ایک پورا سلسلہ......اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نبوت اور شان تربیت کی صداقت کے لیے صرف غزوہ حدیبیہ کو پیش کیا جائے تو دنیا کا ہر عقلمند انسان ''مسلمان'' ہو کر......اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے......اس غزوہ میں حضرات صحابہ کرامؓ نے جس طرح سے عشق اور غلامی کے امتحانات کو نبھایا......جب سے دنیا قائم ہوئی ہے کوئی اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا ......اللہ تعالیٰ کے سچے، آخری اور سب سے افضل نبی ہی کسی جماعت کی ایسی تربیت کرسکتے ہیں ورنہ اور کسی کے بس کی یہ بات نہیں ہے......چنانچہ یہی سورۃ......غزوہ حدیبیہ کے واقعات کو بیان کر کے اعلان کرتی ہے۔﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ ''محمد تو واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں''......اور ان کی رسالت کی کھلی دلیل ان کے رفقاء اور ساتھی ہیں ......﴿وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ﴾ (سورۃ الفتح)

''سورۃ الفتح'' کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں......صرف ایک نکتہ سمجھ لیں تو انشاءاللہ بات واضح ہو جائے گی......جب ہندسوں میں ایک ہزار لکھا جاتا ہے تو اس میں تین صفر ہوتے ہیں..........ان تین صفر کے ساتھ جب ایک (۱) لگتا ہے تو ہزار بن جاتا ہے اور اگر اس ایک (۱) کو ہٹا دیں تو تینوں صفر بے قیمت رہ جاتے ہیں......محبت میں جو چار چیزیں ہیں (۱) ادب، احترام (۲) دل کا شوق اور میلان (۳) غیرت......یہ تینوں قیمتی صفروں کی طرح ہیں......ان کے ساتھ اطاعت کا ایک (۱) جڑتا ہے تو یہ ہزار پورا ہو جاتا ہے......اگر اطاعت کا ایک (۱) نہ لگے تو باقی تین ''صفر'' ہی رہ جاتے ہیں......وجہ کیا ہے؟......دراصل مشرکین اور مومنین کی محبت کا فرق ہی یہی ہے......آپ جب کسی کو دل کا پیار دیتے ہیں ......اس کا ادب واحترام کرتے ہیں......اس کے نام پر غیرت کھاتے ہیں تو......دل کہتا ہے کہ آپ نے محبوب پر احسان کیا......اب محبوب کا نمبر ہے کہ وہ آپ کو یہ دے اور وہ دے......مشرکین اپنے بتوں اور معبودوں سے اسی طرح کی ''محبت'' رکھتے ہیں......حالانکہ یہ محبت نہیں...... عاطفت، خود غرضی اور ہوا پرستی ہے......جبکہ مومن......اپنا دل، اپنی چاہت، ادب، احترام اور غیرت سب کچھ دیکر یہ کہتا ہے کہ محبوب میں آپ کا احسان مند ہوں ......میرا کوئی احسان نہیں......یہ سب میری ضرورت اور میری ذمہ داری اور میری سعادت ہے اور اب میری غلامی اور اطاعت آپ کے لیے حاضر ہے......غزوہ حدیبیہ میں......اطاعت کا امتحان تھا......عمرہ کے لیے چلو، لڑنا نہیں ہے......جی حاضر......حالانکہ ہزاروں سوالات کئے جاسکتے تھے......بات نہیں بن رہی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روک لیے گئے......اب لڑنا ہے اور موت تک لڑنا ہے، موت پر بیعت کرو......جی حاضر......حالانکہ سینکڑوں اعتراضات مچل سکتے تھے......معاہدہ شروع ہو گیا، کچھ انتظار کرو......جی حاضر......معاہدے کے دوران مشرکین کھلی شرارت اور بدمعاشی کر رہے ہیں......مگر صبر کرو ......جی حاضر......زنجیروں میں جکڑے ہوئے ابوجندل رضی اللہ عنہ روتے کراہتے زخمی حالت میں آپہنچے......حکم ملا ان کو واپس کر دو......جی حاضر......خیموں کے اندر سے رونے اور چیخنے کی آوازیں تھیں......جذبات ابل ابل کر سیلاب بن رہے تھے......اور ابوجندل رضی اللہ عنہ زنجیریں گھسیٹتے واپس قید میں جا رہے تھے......معاہدہ ہو چکا، تمام شرطیں مسلمانوں کے خلاف ہیں......یہ معاہدہ قبول کرو......جی حاضر......مشرکین عمرہ کی اجازت نہیں دے رہے......چلو اگلے سال آجائیں گے ......سب احرام کھول دو. جی حاضر......یہ وہ مشکل مرحلہ تھا جب آسمان اور زمین کے حواس بھی گم ہو چکے تھے اور ہوائیں سانس لینا بھول چکی تھیں ......دنیا کی کوئی بھی جماعت ہوتی اس موقع پر ضرور ٹوٹ جاتی......دنیا کا کوئی بھی ''محبوب ترین'' انسان ہوتا اسے اس موقع پر نافرمانی اور بغاوت کا لازمی سامنا کرنا پڑتا......مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت حضرات صحابہ کرامؓ کو حاصل ہو چکی تھی......ایک فرد بھی نہ ٹوٹا......ہر لمحہ امتحان ......ہر لمحہ بدلتے فیصلے......ہر لمحہ جذبات پر برستے کوڑے......قافلہ واپس لوٹا تو عرش سے اعلان آگیا کہ......اے میرے نبی آپ کو فتح مبارک ہو......جب آپ کی تربیت کا یہ رنگ ہے......اور جب آپ کی محبت کا یہ عروج ہے تو پھر آپ کے دین کا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے......قافلہ کے اونٹ واپس جا رہے تھی اور عرش سے یکے بعد دیگرے انعامات کا اعلان ہو رہا تھا......فتح مبارک......خیبر کی فتح عنقریب......مکہ کی فتح بہت جلدی......غنائم کے ڈھیر......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء کے لیے رحمت، سکینہ، مغفرت، اجر عظیم اور فتوحات......اور بہت کچھ اعصاب شکن قیادت کے بعد عرش سے یہ رحمت برسی تو حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک شکر سے جھک گیا......فرمایا یہ سورۃ مجھے تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے......

ا......ا......ا

بات کچھ لمبی ہو گئی......تین چار بہت اہم باتیں رہ گئیں......کیا کریں ایک مضمون اتنے بڑے موضوع کو کیسے سنبھالے؟......بس آخر میں محبت پانے کا طریقہ......

(۱) درود شریف کی کثرت (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے کی کوشش (۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کرنا (۴) مجاہدین اور اہل محبت کی صحبت اختیار کرنا (۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف، جہاد اور مجاہدے کے تذکرے کرنا (۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو معلوم کرنا اور اپنانا (۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ معزز، محترم، ترقی یافتہ، کامیاب اور اپنے لیے سب سے بڑی مثال سمجھنا (۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی عظمت دل میں بٹھانا کہ یہی عزت، کامرانی اور کامیابی کے طریقے ہیں (۹) احادیث مبارکہ کو ادب واحترام سے پڑھنا اور خود کو بطور امتی ان کا مخاطب سمجھنا (۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے سخت بغض، نفرت اور عداوت رکھنا، ان پر لعنت بھیجنا......ان میں جو گستاخ

SAMEER
& CO
Deals with:
PLY WOOD,
HARDWARE, PAINTS
ETC
ایک بار آزمائیے
بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

بقیہ: شانِ رسالت...... صفحہ آخر سے آگے

بیعت ہونے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہوتا اور وہ مسلمان ہوتے، اور اللہ تعالیٰ ان کے اسلام لانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے، تو یہ میرے لیے میرے والد کے مسلمان ہونے سے زیادہ خوشی کا باعث ہوتا۔ اور مجھے زیادہ پسند ہوتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا کے اسلام لانے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ سبحان اللہ۔

حضرت عباسؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ جنگ بدر کے دن انصار کے ہاتھوں قید ہو کر مدینہ منورہ پہنچے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کو مشقت اور تکلیف میں دیکھ کر خود بھی تکلیف محسوس فرماتے تھے، لیکن امام عدل وانصاف نے صرف رشتہ داری کی بنا پر اپنے چچا کے ساتھ امتیازی سلوک کو عدل کے خلاف جانا اس لیے باوجود یہ کہ آپ اس وجہ سے غمزہ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ اس صورت حال سے مطلع ہو کر دربار رسالت سے اجازت لیکر انصار کے پاس گئے اور کہا کہ عباسؓ کو چھوڑ دو۔ انصار نے کہا نہیں اللہ کی قسم ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر ان کے چھوڑنے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش ہوں تو پھر! انصار نے کہا اگر ان کے چھوڑنے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش ہوتے ہیں تو پھر ان کو لے لو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے انصار سے حضرت عباسؓ کو لے لیا۔ جب وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آگئے، تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا اے عباسؓ مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم تمہارا مسلمان ہونا مجھے اپنے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا مسلمان ہونا بہت زیادہ پسند ہے۔ اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دیتا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کے یہی وہ انوکھے اور منفرد انداز تھے، جو قیامت تک کے لیے مثال بن گئے......اور پھر جس مردود نے بھی شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کا ارتکاب کیا......وہ جانثار صحابہؓ کی تلواروں سے بچ نہ پایا۔

حضرت قاضی عیاضؒ کا فتویٰ:

''شفا شریف'' میں قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے حضرت امام مالک نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس دُرّے مارے جائیں اور قید کیا جائے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماری جائے وہ زمین جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے اس کی نسبت وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا فتویٰ:

اس طرح امام ابو یوسفؒ کے سامنے ایک شخص نے کدو کے بارے میں کہا "انا ما احبہ" (میں اس کو پسند نہیں کرتا) یہ سن کر امام موصوف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا ''تجدید ایمان کرو ورنہ میں تمہیں ضرور قتل کردوں گا۔''

خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں سے عداوت رکھنے والوں کے لیے اعلان جنگ فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو رب ذوالجلال کو سب سے زیادہ محبوب ہیں ان سے عداوت رکھنے والے ان کی اہانت وتضحیک کرنے والے سے جنگ کرنا سنت اللہ ہے۔ جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے فروتر الفاظ کہنے یا لکھنے والے کو ہرگز معاف نہیں کرنا چاہئے۔

محمد کے تقدس پر زبانیں جو نکالیں گے
خدا کے حکم سے ایسی زبانیں کھینچ ڈالیں گے

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: قادیانی لوگ جوخود کو''احمدی جماعت'' کہتے ہیں یعنی عام مسلمانوں کو یہ کہتے ہیں کہ آپ حنفی ہیں، وہ اہلحدیث ، وہ بریلوی اور ہم احمدی ہیں۔جبکہ عام مسلمانوں کے اندر یہ تصور ہے کہ مرزائی لوگ کافر ہیں۔اسکے بارے میں صحیح وضاحت کیجئے؟

محمد شہنواز شاہ۔بارہمولہ

جواب: وباللہ التوفیق۔اتنی بات تو ہر آدمی جانتا ہے کہ ہر مذہب وملت کے افراد اپنے مذہب کے بانی رہنما کی طرف نسبت کرنے کو باعث فخر اور ذریعہ بقا سمجھتے ہیں اوران کے نام کو اپنے نام کا جزو بنا کر اسے اپنی شناخت اور پہچان قرار دیتے ہیں اور اس طرح ان سے اپنی محبت وتعلق کا اظہار بھی کرتے ہیں۔چنانچہ ہندو اپنے نام کے ساتھ ''رام'' لگاتے ہیں۔جیسے رام ولاس پاسوان، رام دیو وغیرہ۔سکھ اپنے نام کے ساتھ لفظ ''سنگھ'' استعمال کرتے ہیں۔جیسے منموہن سنگھ، اجیت سنگھ۔عیسائی اپنے نام کے ساتھ ''مسیح'' لگاتے ہیں۔جیسے انور مسیح، پرویز مسیح۔ایسے ہی مسلمان اپنے ناموں کے ساتھ محمد اور احمد لگا کر اپنے نبی سے تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔جیسے اقبال احمد، محمد راشد۔بیشتر ایسے اکابر، اولیاء، قطب، ابدال، محدثین اور مفسرین گذرے ہیں جن کے اسماء گرامی محمد اور احمد تھے۔چنانچہ سیکڑوں راویوں کے نام آپ کو''احمد'' سے ملیں گے۔یہاں تک کہ تقریب التہذیب جیسی مختصر تصنیف میں ۱۱۹ رواۃ حدیث کے اسماء ''احمد'' سے ملتے ہیں۔یہ سب حقائق اس بات کا واضح اور زندہ ثبوت ہیں کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمد کے ساتھ احمد بھی ہے۔جو کہ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل اور دور حیات نیز بعد از رحلت بھی ہر زمانے اور ہر علاقے میں مسلّم وزباں زد رہا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عرب میں یا کسی بھی ملک میں کسی شخص کا نام احمد نہیں رکھا گیا۔یعنی قدرت الٰہیہ نے نبی کے حق میں حضرت عیسی علیہ السلام والی بشارت کو پونے چھ سو سال تک اس قدر محفوظ رکھا کہ کوئی بھی اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد چونکہ ''من بعدی'' کی شرط مکمل ہو چکی تھی اور التباس واشتباہ کا خطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا اس لئے آپ کے بعد بطور تبرک وتیمن اس نام کا خوب کثرت سے استعمال ہوا اور آج تک ہو رہا ہے۔گویا قدرت الٰہیہ نے جس طرح نبی کی ولادت سے پیشتر اس بات کی حفاظت فرمائی کہ مُبَشَّر بہ اور موعود حقیقی کے سوا کوئی دوسرا شخص برائے نام بھی اس اسم سے موسوم نہ ہو، اسی طرح خالق دوجہاں نے چاہا کہ سید الکونین کے بعد اس اسم شریف کی خوب اشاعت ہو۔اور ہر موسوم شخص یہ ثابت کرتا رہے کہ اس نام سے جس کی خوشخبری دنیا والوں کو دی گئی تھی وہ آچکا ہے۔اور حضرت عیسیٰ کی بشارت کا مصداق پورا ہو چکا ہے۔دنیا میں مروّج ومسلّم اس اصول کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنا انتساب اسی کی طرف کرتے ہوئے خود کو قادیانی یا غلمدی یا مرزائی کہیں اور لکھیں۔احمدی لکھنے سے ان کے مسلمان ہونے کا شبہ ہوتا ہے جو کسی بھی طرح روا نہیں ہے کیونکہ وہ خاتم النبیین کے بعد ایک جھوٹے نبی کو تسلیم کر کے احمدی اور مسلمان ہونے کا استحقاق کھو چکے ہیں اور غلامی یا مرزائی کہلانے کے ہی روادار ہیں۔لیکن یہ مرزائیوں کی فریب کاری ہے کہ وہ اپنے احمدی ہونے کو باور کرانے کیلئے فرضی ثبوت دیتے ہوئے سورہ صف کی آیت نمبر ۶ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور ''احمد'' سے مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔نبی مکیؐ ومدنی کا نام تو والدین نے محمد رکھا تھا۔

یہ بات واضح رہے کہ جس طرح مسلمانوں کے نبی کا نام محمد ہے اسی طرح احمد بھی ہے قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں آپ کے یہ دونوں نام ذکر کئے گئے ہیں؛ چنانچہ پارہ ۲۲ کے سورہ احزاب کی ۴۰ویں نمبر کی آیت اور پارہ ۲۶ میں سورہ فتح کی ۲۹ ویں نمبر کی آیت میں آپ کا نام محمد ذکر کیا گیا ہے۔اور ۲۸ویں پارہ میں سورہ صف کی چھٹی نمبر کی آیت میں آپ کا نام احمد ذکر کیا گیا ہے۔اور یہ احمد وہ نام ہے جس سے نبی آخرالزماں کو منسوب کر کے حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کی آمد کی خبر دی ہے۔چنانچہ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور جبکہ عیسی ابن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اس تورات کو سچا بتلانے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی۔اور میں اس رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔پھر جب وہ ان کے پاس روشن معجزات لیکر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے''۔(سورہ صف ۶)

اس آیت شریفہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کی زبانی جس عظیم الشان رسول کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی ہے اس سے مراد مدنی تاجدار نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اس پر آیت کے ترجمے کا آخری حصہ بڑی وضاحت کے

مولانا محمد راشد گورکھپوری

نگراں شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

ساتھ دلالت کر رہا ہے۔نیز دیگر قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، سیر وتواریخ، تفاسیر وکتب ماضیہ، بائبل وغیرہ بھی اس پر پختہ شہادت دے رہے ہیں اور عہد رسالت سے لیکر آج تک جملہ صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین محدثین، مفسرین، متکلمین، فقہاء کرام، اور اولیاء کبار کا یہی کہنا ہے کہ اس آیت کا مصداق صرف اور صرف امام الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین ہی ہیں۔آپ کے سوا کوئی بھی دوسرا فرد اس کا مصداق نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔نیز تاریخ عالم میں انبیاء علیہم السلام میں یہ نام پایا ہی نہیں جاتا۔لہٰذا اگر آپ کے علاوہ کسی دوسرے فرد کو اس کا مصداق قرار دیا جائے تو دیگر حقائق کے انکار کے علاوہ سرے سے آپ کی بعثت ہی سے (نعوذ باللہ) انکار لازم آئے گا۔

تفسیر قرطبی میں محمد اور احمد دونوں کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔جس کا ترجمہ یہ ہے: ''احمد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے اور یہ آپ کا اسم علم ہے۔پس احمد کا معنی ہے کہ اپنے رب کی تمام تعریف کرنیوالوں سے بڑھ کر تعریف کرنے والا۔تمام انبیاء تو اللہ کے حامد یعنی تعریف کرنیوالے ہیں مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد یعنی سب سے زیادہ تعریف کرنیوالے ہیں۔جب آپ مقام شفاعت پر اپنے رب کی بے مثال تعریف کریں گے تو احمد ہو جائیں گے یعنی تمام کائنات سے زیادہ تعریف کرنیوالے۔اس کے بعد آپ شفاعت فرمائیں گے تو تمام کائنات آپ کی تعریف کرے گی تو پھر آپ محمد ہو جائیں گے۔یعنی بہت ہی تعریف کئے گئے''۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے ''دعوۃُ ابراھیمَ وبُشریٰ عِیسی''۔یعنی حضور سید الکونین حضرت ابراہیم کی دعا کا نتیجہ اور عیسی کی بشارت کے مصداق ہیں۔ درمنثور میں ہے: ''قد بَشّر بی عِیسی بنُ مریم أن یاتیکُم رسولٌ اسمهٗ أحمَد''۔بلاریب میری بشارت عیسی بن مریم نے دی کہ تمہارے پاس ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔اسی طرح تفسیر خازن، تفسیر ابوالسعود، تفسیر ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، تفسیر جلالین، روح المعانی، قرطبی، بیضاوی، مظہری، کشاف اور جملہ تفاسیر میں آیت کا یہی معنی بیان کیا گیا ہے۔کوئی تفسیر اس کے خلاف نہیں مل سکتی۔تفسیری حوالوں کے بعد بخاری ومسلم کی حدیث پر بھی نظر ڈالتے چلیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے: ''میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی وہ ہستی جسکے ذریعہ اللہ کفر کو مٹا دے گا۔میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔اور میں عاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔(بخاری ج ۱، و مسلم ج ۲)

مسلم شریف جلد دوم ہی میں حضرت ابو موسی اشعریؓ کے حوالہ سے یہ روایت بھی ہے: ''حضرت ابو موسی اشعریؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اپنی ذات مقدسہ کے کئی نام لیتے تھے۔فرماتے کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں''۔

قارئین جب قرآن کھول کر آیت زیر بحث پڑھیں گے تو انہیں ''من بعدی'' کا لفظ ملے گا جس کا ترجمہ کیا گیا ہے ''میرے بعد''۔یہ لفظ قابل غور ہے اور اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ عیسیٰؑ نے جس نبی کی بشارت دی ہے ان کے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی ایسا مدعی نبوت نہ ہو جس کا نام احمد ہو؛ چنانچہ قاضی عیاض نے شفاء میں اور علامہ جلال الدین سیوطی نے خصوصیات صغری میں لکھا ہے کہ اسم احمد ایسا نام ہے جو خاتم الانبیاء سے پہلے کسی بھی شخص کا نام نہیں رکھا گیا جس سے معلوم ہوا کہ آیت میں مذکور احمد نامی رسول کے مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔اب اگر قادیانیوں کے نظریہ کے مطابق اس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی کو ٹھہرایا جائے۔تو عیسیٰؑ کی بشارت اس پر چسپاں نہیں ہوتی کیوں کہ بشارتی الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ عیسیٰؑ اور صاحب بشارت کے درمیان کوئی ایسا نبی نہ ہو جس کا نام احمد ہو جبکہ مرزا غلام احمد سے تیرہ سو سال قبل ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نام سے اللہ کی طرف سے مبعوث ہو چکے تھے۔اسلئے قادیانیوں کا نظریہ سراسر کفر اور دجل وفراڈ پر مبنی ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ اس بشارت عیسوی کے بعد اللہ تعالی نے اس آنے والے رسول کی صفت یہ بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دین پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو برا لگے''۔(سورہ صف ۹) اس آیت کریمہ میں اس آنے والے رسول کی ایک تو یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق لیکر آیا اور دوسری صفت یہ مذکور ہے کہ وہ اس دین کو جو ساتھ لایا ہے اسے دوسرے دینوں پر غالب کر دکھائے۔اب توجہ طلب امر یہ ہے کہ قرآن نے رسول کی جو صفات بیان کی ہیں وہ کس رسول میں تھیں؟ رسول عربی میں؟ یا جھوٹے مدعی نبوت مرزا پنجابی میں؟ دوست دشمن سب کا اتفاق ہے کہ جس تیزی کے ساتھ اسلام دنیا میں پھیلا اور دوسرے ادیان پر غالب آیا یہ اسی کی خصوصیت ہے۔اور مرزا کا حال یہ ہے کہ وہ اپنا ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کو بھی کفر سے پاک نہ کر سکا تو وہ احمد کا مصداق کیسے بن سکتا ہے؟ جب ایک بخیل کا نام حاتم رکھ دینے سے وہ حاتم طائی نہیں بن سکتا، ظالم کا نام نوشیرواں رکھ دینے سے عادل نہیں بن سکتا، بزدل کا نام رستم رکھ دینے سے شجاع نہیں ہو سکتا تو مرزا کا نام احمد بھی نہیں ہو سکتا۔سوچا جا سکتا ہے کہ جس شخص کا پہلا نام سَندِھی رہا ہو اور آگے چل کر جو شخص خود کو کبھی احمد کا غلام کہتا رہا ہو، اپنی تصنیفات میں مرزا غلامِ احمد کے دستخط کرتا رہا ہو، سرکاری ونجی کاغذات میں غلام احمد ہی لکھا جاتا رہا ہو، وہ غلام اور مرزا آج اچانک احمد کیسے ہو سکتا ہے؟

خاتم الانبیاء کی ولادت سے قبل اور دورِ حیات اور بعد از رحلت کی تاریخ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ پچھلی کتابوں کی وجہ سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احمد کے نام سے جانتے تھے، قرآن مجید میں تبع نامی شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو یمن کے بادشاہوں میں سے تھا، ایک مرتبہ اس نے مدینہ پہونچکر اوس، خزرج اور یہود سے جنگ شروع کر دی، اہل مدینہ دن کو لڑتے اور رات کو اس کی مہمانی کرتے تین دن تک یہی سلسلہ چلتا رہا، بالآخر ''تبع'' شرمندہ ہو کر صلح کرنے//

بقیہ صفحہ 7 پر......

SIR COMPUTERS & WORLD COMMUNICATION

Deals with:

HP/Compaq, Epson, Fujifilm, Intex, Beetel, ProDot, Digisol, Odyssey, Aoc, Canon

H.O: DagerporaIslamabadKashmir

Branch: ReshiBazarMainSherbaghRaod

ContactNo's:9419412525,9205147023

E-mail:sircomputers@ymail.com

نوٹ: اس شمارے میں شاملِ اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

ماہِ ربیع الاوّل اور ہمارا طرزِ عمل

ربیع الاوّل میں سیرت کانفرنس منعقد کرنے کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس میں صحیح مقصد، صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت سننے اور سنانے کا اہتمام ہوتا تو نہ صرف ہم سب کیلئے وہ باعث سعادت ہوتا بلکہ اس سے ہماری بگڑی ہوئی زندگی سنور سکتی تھی، سیرت طیبہ کی تو خاصیت یہ ہے کہ اگر اسے صحیح جذبے اور صحیح طریقہ سے سنا اور سنایا جائے تو اس کا ایک ایک لفظ زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے کیلئے کافی ہے، لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ ہم سالہا سال سے ربیع الاول کے مہینے میں نہایت دھوم دھام سے سیرت کانفرنس منعقد کرتے ہیں لیکن ہماری زندگی میں ان اجتماعات کا کوئی معمولی اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ان کانفرنسوں کے منعقد ہونے کے بعد کانفرنس کے معزز مقالہ نگار اور سامعین میں سے کسی نے بھی اپنی عملی زندگی، اپنے عادات واطوار اپنے کردار وعمل، اپنی سیرت وصورت، اپنے طرز معاشرت، لباس وپوشاک، وضع قطع غرض کسی چیز میں کوئی تبدیلی بھی پیدا کی؟

انتہائی حسرت وافسوس اور غیرت وشرم کا مقام ہے کہ جب کبھی ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو ہمیشہ جواب نفی میں ملتا ہے، لہٰذا ہمارے لئے سب سے بڑا لمحہ فکریہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی جو سیرت طیبہ زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کیلئے آئی تھی، اور جس نے صدیوں تک یہ انقلاب پیدا کر کے دکھایا ہے، آج اسی سیرت کے نام پر منعقد ہونے والی یہ زرق برق مجلسیں اس قدر بے اثر کیوں ہو کر رہ گئی ہیں؟

اگر ہمارا اس بات پر ایمان ہے، اور یقیناً ہے کہ سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت طیبہ اس روئے زمین پر شرافت وانسانیت کا سب سے زیادہ جامع، مکمل اور دلکش نمونہ ہے، تو پھر ہماری سیرت کانفرنسوں کے بے اثر ہونے کی کوئی وجہ اس کے سوا نہیں ہو سکتی کہ ان کانفرنسوں کو منعقد کرتے وقت ہمارا مقصد، ہماری نیت، ہمارا جذبہ اور ہمارا طریق کار درست نہیں ہوتا، ہم یہ کانفرنسیں اسلئے منعقد نہیں کرتے کہ ان سے کوئی عملی سبق حاصل کریں، بلکہ ہم ان بے دین قوموں کی ریس میں شامل ہونا چاہتے ہیں جن کا مذہب صرف اپنے آباؤ واجداد کے نام پر کچھ تہوار منا لینے سے عبارت ہے، ہم ان کانفرنسوں میں اس غرض سے شریک نہیں ہوتے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں اپنی زندگیوں کا جائزہ لے کر اپنی عملی گمراہیوں اور غلطیوں کا سد باب کریں، بلکہ صاف گوئی معاف! ہمارے پیش نظر اپنے علم وفضل اور زور بیان کی نمائش ہوتی ہے، ہم ان کانفرنسوں کے سامعین میں اس غرض سے شامل نہیں ہوتے کہ سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کر کے ہی اپنے انداز زندگی کو بدلیں گے، بلکہ ہمارا مقصد عام طور پر ایک رسمی خانہ پری سے زائد کچھ نہیں ہوتا۔

یہ باتیں محض بدگمانی پر مبنی نہیں ہیں، بلکہ ہمارا طرز عمل اس کا گواہ ہے، جس کی کھلی کھلی دلیلیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سیرت النبی ﷺ کے مقدس نام پر منعقد ہونے والی ان مجلسوں کے عین درمیان ہم کھلم کھلا حضور سرور دو عالم ﷺ کے واضح احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں، مثلاً ان کانفرنسوں میں مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے جس میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی بے محابا، بے پردگی اور زینت وآرائش کے ساتھ موجود ہوتی ہیں، جو سرور عالم کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہی نہیں بلکہ سیرت النبی ﷺ کے ساتھ (غیر شعوری طور پر ہی سہی) ایک سنگین مذاق معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ ان کانفرنسوں کے انتظام وانصرام اور ان کی رسمی کاروائیوں کی تکمیل میں بسا اوقات نمازوں کا اہتمام نہیں ہوتا، جماعت کا اہتمام تو درکنار، بعض اوقات انفرادی نمازیں بھی قضا ہو جاتی ہیں، اور جس کانفرنس میں نماز جیسا دین کا ستون منہدم کر دیا جائے اس کا سیرت طیبہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ اور اسکے مؤثر ہونے کی کیا اُمید کی جا سکتی ہے؟

۳۔ مقالہ نگاروں کیلئے دس دس منٹ کا مختصر وقت معین کر کے انہیں اس وقت کا پابند بنا دینا بھی سیرت طیبہ کے ساتھ ایک رسمی خانہ پری معلوم ہوتی ہے، ورنہ اس وقت کی پابندی سے کسی بھی شخص کو سیرت وسنت کے بارے میں کوئی مؤثر یا نتیجہ خیز بات کہنے کا موقع نہیں مل سکتا، حالانکہ مقالہ نگاروں کی تعداد بڑھانے کے بجائے، پیش نظر یہ ہونا چاہیے کہ جو مقالہ پیش ہو یا جو تقریر کی جائے وہ وقت کے تقاضوں کے مطابق عملاً مؤثر اور مفید ہو۔

۴۔ عام طور پر حکومتی سطح پر سیرت کی جو کانفرنس منعقد کی جاتی ہے اس کیلئے ایسی جگہ منتخب کی جاتی ہے جہاں سامعین زیادہ نہیں آ سکتے، چنانچہ اس میں داخلہ دعوت ناموں کے ذریعہ ہوتا ہے، اور یہ دعوت نامے عموماً صرف بڑے لوگوں کو تقسیم ہوتے ہیں، اور عام مسلمان وہاں نہیں پہنچ سکتے، حالانکہ سیرت وسنت کا پیغام کسی خاص طبقے کے ساتھ مخصوص ہونے کے بجائے تمام انسانوں کیلئے عام ہونا چاہیے۔

۵۔ یہ بھی مشاہدہ میں آ رہا ہے اور اظہر من الشّمس ہے کہ ایک طرف تو سیرت نبوی ﷺ کے جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور دوسری طرف گرد وپیش میں مکانوں اور دکانوں پر ریڈیو کے ذریعہ راگ راگنی اور منکرات وفواحش نشر کئے جا رہے ہیں یہ ہماری شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے؟

(۶۔) اسی طرح ربیع الاوّل کے ماہِ مبارک کے احترام کا حالی مشاہدہ ہے کہ روزانہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ہر طرح کے خلاف شرع پروگرام پر عمل ہو رہا ہے، اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ بڑے جذبہ تقدس کے ساتھ نوجوان عورتیں برہنہ سر، غیر شرعی لباس میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم ﷺ کی نعت، نہایت ترنم اور خوش گوئی کے ساتھ سامعین کے سامنے بے محابا پیش کرتی ہیں، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے صریح احکامات ناطق ہیں کہ عورت کا بے محابا نامحرموں کے سامنے آنا گناہِ کبیرہ ہے۔

۷۔ ایک قیامت بالائے قیامت یہ بھی برپا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے موقع پر بڑے شاندار جلوس نکالے جاتے ہیں اور نعرۂ تکبیر کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، جس کے آگے مساجد کی اذانیں پست ہو جاتی ہیں، اور مسجدیں خالی رہتی ہیں، اور سڑکوں پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے، جگہ جگہ خانہ کعبہ اور روضہ مبارکہ کی شبیہ بنائی جاتی ہیں اور جاہل عورتیں اور مرد اُن پر نذرانے پیش کرتے ہیں، ان جاہلانہ رسموں کا نہ صرف یہ کہ دین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ساری باتیں لہو ولعب کا ذریعہ بنانے کے مرادف ہیں۔

۸۔ ایک ستم یہ ہے کہ سیرت طیبہ کے نام پر کئے جانے والے ان جلسوں جلوسوں اور کانفرنسوں میں اس مقدس موضوع کا کوئی بھی احترام نہیں کیا جاتا، چنانچہ مقررین وسامعین ٹائی پتلون اور بوٹ سوٹ میں ملبوس تشریف لاتے ہیں، دعوت نامے انگریزی میں جاری ہوتے ہیں، محفل سیرت کو فرنگی وضع پر سجایا جاتا ہے، الغرض زبان وتہذیب لباس وپوشاک، محفل ومجلس اور ہر چیز پر چھاپ سیرت طیبہ کے بجائے فرنگیت کی نمایاں نظر آتی ہے، کاش! جس ذات عالی صفات کی سیرت پر یہ سارا زبانی جمع خرچ کیا جا رہا ہے، ان کے اُسوۂ حسنہ کو علم وعمل اخلاق وکردار اور تہذیب ومعاشرت کے دائرہ میں عملی طور پر اپنانے کی بھی کسی بندۂ خدا کو توفیق ہو جاتی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

علم نحو سیکھئے - 3

مولانا محمد طاہر قاسمی۔ اُستاذ سواء السبیل

سوال: اسم کی علامتیں (پہچان) بتایئے؟

جواب: اسم کی چند علامتیں ہیں:

(۱) مسند الیہ ہونا جیسے زیدٌ عالمٌ (زید عالم ہے) میں زید مسند الیہ ہے۔

(۲) مضاف ہونا جیسے کتاب المدرسۃ (مدرسہ کی کتاب) میں کتاب مضاف ہے۔

(۳) الف لام اس کے شروع میں ہونا جیسے الرَّجُلُ (مرد)۔

(۴) جَر (کسرہ) کا آخر میں ہونا جیسے فی الدّارِ (گھر میں) الدّار کی را پر کسرہ ہے۔

(۵) تنوین (دو زَبر، دو زیر، دو پیش) کا ہونا جیسے زَیدٌ کی دال پر تنوین ہے۔

(۶) تثنیہ (دو) کا ہونا جیسے رَجُلانِ (دو آدمی)۔

(۷) جمع کا ہونا جیسے مُعلِّمُونَ (اَساتذہ)۔

۸) موصوف (ذات) کا ہونا، جیسے رَجُلٌ صَالحٌ (نیک مرد) میں رجلٌ موصوف ہے۔

(۹) مُصَغَّر کا ہونا جیسے عُبَید، حقیر بندہ۔

(۱۰) منادیٰ (پکارا گیا ہو) جیسے یَا اَللّٰہ میں اللہ منادیٰ ہے۔

(۱۱) تائے متحرکہ (بشکل گول تاء) کا ہونا، جیسے ظُلْمَۃٌ تاریکی۔ (ہدایۃ النحو)

سوال: مسند الیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف اسناد کی جائے جیسے زَیدٌ عَالمٌ میں زَیدٌ مسند الیہ ہے کیونکہ عَالمٌ کی اس کی طرف اِسناد ہو رہی ہے۔ (تدریس النحو)

سوال: مسند الیہ ہونا اسم کی علامت کیوں؟

جواب: مسند الیہ ہونا اسم کی علامت اس وجہ سے ہے کہ خبر ایسے لفظ کے بارے میں دی جاتی ہے جو ذاتی طور (خود بخود) ذات کے مطابق پر دلالت کرے اور یہ بات اسم کے علاوہ فعل وحرف میں نہیں پائی جاتی ہے۔ (درایۃ النحو)

سوال: مضاف کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ اسم ہے جس کی کسی دوسرے اسم کی طرف اضافت کی جائے، جیسے غلامُ زَیدٌ (زید کا غلام) میں غلام مضاف ہے اسلئے کہ اس کی اضافت زید کی طرف کی جا رہی ہے۔ (الدروس النحویہ)

سوال: مضاف ہونا اسم کی علامت کیوں؟

جواب: مضاف ہونا اسم کی علامت اس وجہ سے ہے کہ اضافت (نسبت) کے لئے جو چیز لازم ہے وہ تعریف، تخصیص اور تخفیف ہیں اور یہ چیزیں اسم کے علاوہ فعل اور حرف میں نہیں پائی جاتی ہے۔ (شرح جامی)

سوال: الف لام اسم کی علامت کیوں؟

جواب: الف لام اسم کی علامت اس وجہ سے ہے کہ الف لام کے ذریعہ اسم معرفہ ہو جاتا ہے اور اسم کے علاوہ فعل اور حرف معرفہ نہیں ہوتے ہیں کیونکہ فعل کی اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو تا کہ مخاطب کو اس کے ذریعہ سے پورا پورا فائدہ پہنچے۔ (درایہ)

سوال: جَر (کسرہ) اسم کی علامت کیوں؟

جواب: جَر اسم کی علامت اس وجہ سے ہے کہ (کسرہ) حرف جارہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور حرف جارہ اسم پر داخل ہوتا ہے، فعل اور حرف پر داخل نہیں ہوتا ہے۔

سوال: تنوین اسم کی علامت کیوں؟

جواب: تنوین اسم کی علامت اس وجہ سے ہے کہ تنوین اپنے مابعد (بعد والے) سے انفصال (علاحدگی) کو چاہتی ہے، اور اسم کے علاوہ فعل اور حرف میں اتصال (ملنا) ہوتا ہے۔ (شرح جامی)

سوال: تثنیہ اور جمع اسم کی علامت کیوں؟

جواب: تثنیہ اور جمع اسم کی علامت اس وجہ سے ہیں کہ یہ دونوں عدد (ایک، دو، تین) کو چاہتے ہیں اور اسم کے سواء فعل اور حرف میں تعدّد نہیں ہوتا ہے۔ (درایہ)

سوال: موصوف کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ اسم ہے جس کی حالت بیان کی جائے، جیسے رَجُلٌ صَالحٌ نیک مرد میں رَجلٌ موصوف ہے اسلئے کہ اسکی صَالحٌ سے حالت بیان کی جاتی ہے کہ نیک مرد۔

www.khanqah.in

بقیہ: محمد رسول اللہ ﷺ...... صفحہ اوّل سے

''ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں قرضہ دیں، ایک وسق یا (راوی نے کہا) دو وسق'' کعب بن اشرف نے ''ہاں'' کہا، پھر کہنے لگا میرے پاس کوئی چیز رہن رکھو، محمدؓ بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا، آپ کیا چاہتے ہیں، کونسی چیز ہم آپ کے پاس رہن رکھیں؟ کہنے لگا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو، انہوں نے کہا ہم اپنی عورتوں کو آپ کے پاس کس طرح رہن رکھ سکتے ہیں آپ تو عرب کے حسین ترین آدمی ہیں، (عورتیں حسن پر جلد فریفتہ ہو جاتی ہیں اگر کہیں وہ آپ پر فریفتہ ہوگئیں تو ہمارا کیا بنے گا۔) تو کہنے لگا کہ پھر اپنے بیٹوں کو میرے پاس رہن رکھ دو، انہوں نے کہا کہ اپنے بیٹوں کو آپ کے پاس کیونکر رہن رکھ سکتے ہیں؟ بعد میں ان کو زندگی بھر طعنے دئے جائیں گے کہ یہ وہ ہیں جو وسق دو وسق کے عوض رہن رکھے گئے تھے، یہ ہمارے لیے عار ہے۔ ہاں البتہ ہم آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے۔

محمدؓ بن مسلمہ نے اس پاس آنے کا وعدہ کرلیا، اور رات کو اس کے پاس آئے، آپ کے ساتھ ''ابو نائلہ ؓ'' بھی تھے جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے (ابو نائلہ کا نام سلکان بن سلامہ ہے) کعب نے ان کو قلعہ کے پاس بلایا، اور خود قلعہ سے ان کی جانب نیچے اترا، بیوی نے کعب سے کہا کہ رات کے اس اندھیرے میں کہاں جارہے ہو، تو کعب نے کہا صرف محمدؓ بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہؓ ہیں۔ کعب بن اشرف کی بیوی نے اس موقع پر یہ بھی کہا تھا کہ میں تو ایسی آواز سنی ہے جس سے خون کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں لہٰذا تم گھر سے نہ نکلو۔

کعب نے کہا، اپنے بھائی محمد بن مسلمہ اور دودھ شریک ابو نائلہ کے پاس جارہا ہوں وہ بلا رہے ہیں کیونکہ شریف آدمی کو اگر رات میں بھی نیزہ بازی کی طرف بلایا جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے یہ کہہ رکھا کہ جب کعب آنے لگے تو میں اس کے بال پکڑ کے سونگھنے لگوں گا جب تمہیں یقین ہو جائے کہ میں اس کے سر پر مکمل قابو پا چکا ہوں تو تم پکڑ کر اس کو مار ڈالو۔

کعب چادر اوڑھے ہوئے ان کی طرف آیا، خوشبو اس کے جسم سے پھیل رہی تھی تو محمدؓ بن مسلمہ نے کہا: کہ میں نے آج کی طرح خوشبو کبھی محسوس نہیں کی، کعب نے کہا میرے پاس عرب کی وہ حسین و جمیل عورت ہے جو ہر وقت عطر و خوشبو میں بسی رہتی ہے، تو اس پر محمدؓ بن مسلمہ نے کہا کہ آپ اجازت دیں گے، کہ میں آپ کا سر سونگھوں، کعب کہنے لگا، ہاں، سونگھ لیجئے، چنانچہ محمدؓ بن مسلمہ نے اس کا سر سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سنگھایا محمدؓ بن مسلمہ نے دوبارہ سر سونگھنے کی اجازت مانگی، کعب بن اشرف نے دوبارہ اجازت دی چنانچہ جب سونگھتے ہوئے محمدؓ بن مسلمہ نے اس کے سر کو اچھی طرح قابو کرلیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا **دو نکم** حملہ کردو چنانچہ انہوں نے حملہ کر کے اس کا کام تمام کردیا اور آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شاتم و موذی رسول کے قتل کی خبر سن کر اللہ کا شکر ادا کیا۔

آج ہم میں کوئی محمدؓ بن مسلمہ نہیں، کوئی عبداللہ بن عتیک نہیں، کوئی عبداللہؓ بن انیس نہیں، کوئی نور الدین زنگیؒ نہیں، کوئی صلاح الدین ایوبیؒ نہیں، ہاں آقا! آج ہماری صفوں میں کوئی علم دین، کوئی مرید حسینؒ، کوئی عبدالقیومؒ، کوئی عبدالرشیدؒ اور بابو معراج دین بھی نہیں، آقا! کوئی بھی جو آپ کے گستاخوں کی وجود سے اس صفحۂ ہستی کو پاک کر سکے۔

آج ہمارے درمیان زبردست حکمران، بے مثال بہادر، سخی مالدار، ذہین دانشور، اعلیٰ مصنف، بہترین اہل علم اور بے شمار نیک و متقی لوگ موجود ہیں لیکن کوئی بھی نہیں جو گنبد خضراء سے آنے والی اس صدا کا جواب دے سکے: ''کون ہے جوان بدزبان کو لگام دے؟ کون ہے میرا غلام! جو مجھے ان موذیوں سے راحت پہنچائے۔''

بے شک اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم نادم ہیں، ہم شرمندہ ہیں۔

بقیہ: قادیانی جماعت..........

پر آمادہ ہو گیا، اسی دوران یہودی کہنے لگے کہ آپ اس شہر کو کبھی فتح نہیں کر سکتے! تبع نے سوال کیا کہ ایسا کیوں؟ اسے جواب ملا کہ اس شہر میں ایک نبی وارد ہوں گے جن کا نسبی تعلق قریش سے ہوگا، تبع نے یہ جواب سنکر یہ اشعار پڑھے:

اَلقیٰ اِلی نصیحتہٖ کَی اَزدَجرُ　　عنُ قریة محجورة بِمُحمد

اس نے مجھے یہ نصیحت کی کہ میں اس آبادی سے ہٹ جاؤں جو محمد کی وجہ سے محفوظ کی گئی ہے۔

شهدت علی احمد انه　　رسول من اللہباری النسم

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد اللہ کے رسول برحق ہیں جو کہ جان آفرین ہے۔

فلو مدعمری الی عمره　　لکنت وزیرا له و ابن عم

اگر میری عمر ان کی عمر تک لمبی ہوگئی تو میں ضرور ان کا وزیر اور ابن عم یعنی مددگار بنوں گا۔

شاعر رسول حضرت حسان ابن ثابتؓ کے درج ذیل اشعار بھی خاتم الانبیاء کے احمد نام ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ دیوان حسان میں ہے:

فمن کان او من قد یکون　　کاحمدلحق او نکالا لملحد

حق کو مستحکم کرنے اور ملحد کو رسوا کرنے میں احمد ﷺ جیسا نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہوگا۔

لطالت وقوفا تذرف العین جهدها　　علی طلل الذی فیه احمد

آنکھ پورے زور سے بہ رہی ہے اور میں قبر کے اس ڈھیر پر دیر سے کھڑا ہوں جس میں احمد ہیں۔

خود نبی آخر الزماں کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے والد کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں ان میں اسم احمد کا استعمال کیا ہے:

ماذا عَلَیّ مَن شَم تربۃَ أحمَد　　ان لا یَشُم مُدی الزّمان غوالیا

جو کوئی احمد ﷺ کی قبر سونگھ لے اسے ساری زندگی کوئی اور خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

قرآن و حدیث، تفسیر و تاریخ اور ادب کے حوالجات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ محمد اور احمد نبی آخر الزماں کے وہ نام ہیں جو امت مسلمہ میں تواتر کے ساتھ مستعمل اور معروف و مشہور ہیں اتنی وضاحت کے بعد کوئی شخص خلاف اسلام عقیدہ رکھ کر خود کو احمدی کیسے کہہ سکتا ہے؟ اب اگر قادیانی خود کو احمدی کہتے ہیں تو وہ تمام حقائق کا انکار کر کے اس کا مطلب یہی لیتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے نہ کہ محمد مصطفی ﷺ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نہ صرف کفر بلکہ زبردست کفر ہے۔ اس لئے ان کو مرزائی یا غلمدی یا قادیانی کہا جائے بھول کر بھی احمدی کہنے کی غلطی نہ کی جائے۔　　فقط واللہ اعلم بالصواب

وُسعتِ رزق کیلئے شکرِ نعمت ضروری

موجودہ دور میں انسان کو جن گونا گوں پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے ان میں ایک پریشانی تنگی رزق کی بھی ہے، اکثر حضرات یہ شکایت کرتے پھرتے ہیں کہ آمدن کم ہے خرچ زیادہ ہے گزارہ مشکل سے ہو رہا ہے، یہ مسئلہ بعض اوقات اتنی گھمبیر صورت اختیار کر لیتا ہے کہ آدمی اس سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتا ہے۔ (معاذ اللہ) اب اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے کوئی تو تعویذ اور وظیفوں کے چکر میں لگا رہتا ہے، کوئی غیر اللہ سے حاجتیں مانگ مانگ کر کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگر قرآن و حدیث میں بتائے ہوئے نسخوں کو استعمال کیا جائے تو اس پریشانی سے نجات مل سکتی ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ یقین رکھے کہ ہر ذی روح کو روزی پہنچانا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وما من دآبۃ......'' یعنی زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی ضرورت لاحق ہو اس کو روزی پہنچانے کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے ذمہ کر لیا ہے، جس قدر روزی جس کیلئے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر ہی رہے گی، جو وسائل و اسباب بندہ اختیار کرتا ہے، وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں اصل روزی رساں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو اور حصول معاشی کی سعی و جدوجہد میں نیک روی اور اعتدال اختیار کرو (تاکہ تمہارا رزق تم تک جائز اور حلال ذرائع سے پہنچے) نیز کہیں ایسا نہ ہو کہ رزق پہنچنے میں تاخیر نہیں اس بات پر اکسا دے کہ تم گناہوں کے ارتکاب کے ذریعہ رزق حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگو، حقیقت یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے اس کو اس کی طاعت و خوشنودی ہی کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اور قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ میں نے انسان اور جنات کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں میں ان سے رزق کا بالکل طالب نہیں ہوں اور نہ یہ قطعاً چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، حقیقت یہ ہے کہ رازق تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (اور) وہ بڑی زبردست قوت کا مالک ہے۔ (ذاریات)

اللہ تعالیٰ پر یقین کے ساتھ دوسرا کام یہ کرنا ہے کہ خرچ کو آمدن کے تابع رکھیں یعنی خرچ کو آمدن سے نہ بڑھائیں اور خرچ میں میانہ روی اختیار کریں فضول خرچی سے اجتناب کریں، صرف مواقع ضرورت میں خرچ کریں، جناب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''خرچ میں میانہ روی سے کام لینا گویا کہ آمدنی کا آدھا حصہ حاصل کرتا ہے جب خرچ کم ہوگا تو آمدن کم ہونے کی وجہ سے زیادہ پریشانی نہیں ہوگی۔ اس کے ساتھ تیسرا نسخہ یہ استعمال کیا جائے کہ جو نعمتیں ملی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے، کیونکہ شکر گزاری سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ''اگر تم شکر گزاری کرو گے تو میں ضرور زیادہ دوں گا تمہیں اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔'' (ابراھیم: ۷)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی، روحانی اور دُنیوی و اخروی ہر قسم کی اور ناشکری کی صورت میں خطرہ ہے، کہ موجودہ نعمتیں بھی سلب نہ کر لی جائیں، ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک سائل آیا آپؐ نے ایک کھجور عنایت فرمائی اس نے نہیں لی پھینک دی پھر دوسرا سائل آے اس کو بھی ایک کھجور دی وہ بولا: سبحان اللہ!...... یہ جناب نبی کریمؐ کا تبرک ہے، اس پر خوشی کا اظہار کیا تو آپ نے جاریہ کو حکم دیا کہ ام سلمہؓ کے پاس جو چالیس درہم رکھے ہیں وہ اس شکر گزار سائل کو دلا دو۔ تو معلوم ہوا کہ شکر گزاری سے اور فوائد کے علاوہ رزق میں وسعت بھی حاصل ہوتی ہے۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 04 | 25 January 2013 | Friday

Printer,Publisher:Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 28-01-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinagar
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان

نوید مسعود ہاشمی

محمد کے تقدس پر زبانیں جو نکالیں گے
خدا کے حکم سے ایسی زبانیں کھینچ ڈالیں گے
مسلمانوں خوش ہو جاؤ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

......حضرت کعب بن مالک ؓ کی آواز بلند ہوئی.....تو مجروح دل صحابہ ؓ کے دلوں کو جیسے قرار سا آ گیا......جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاروں طرف سے مشرکین کے لشکر میں گھرے ہوئے تھے......مشرکین کا ایک پورا دستہ بڑھ چڑھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیروں اور تلواروں سے حملے کر رہا تھا......ان کی کوشش تھی کہ اس سے قبل کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھی ان کے قریب پہنچیں......انہیں شہید کر دیا جائے......یہی وہ نازک موقع تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''کون ہے جو ان کو ہم سے دفع کرے وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔''......یہ سن کر ایک انصاری صحابی ؓ نے مشرکین دستے کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے......دشمن پھر پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے تو دوسرے صحابی ؓ آگے بڑھے اور پھر مشرکین سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ......پھر تیسرے صحابی ؓ آگے بڑھے اور وہ بھی شہید ہو گئے......یوں یکے بعد دیگر سات انصاری صحابی ؓ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دو جانثار سیدنا طلحہ بن عبید اللہ ؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے ......مشرکین نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تلواروں کا مرکز و محور بنا لیا ......باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں جانثار جان توڑ کر مشرکین کا مقابلہ کر رہے تھے کہ اچانک آپ کو ایک پتھر یا تلوار آن لگی ......جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نچلا داہنا دندان مبارک شہید ہو گیا ......نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا......خود سر پہ ٹوٹ گئی جس سے سر اور جس سے سر اور پیشانی پر چوٹ آئی......آنکھ سے نیچے ابھری ہوئی ہڈی پر تلوار کی ضرب لگی......جس سے خود کی دو کڑیاں اندر دھنس گئیں......کندھے مبارک پر بھی تلوار کی ایک سخت ضرب لگی......۔

حضرت سعد بن وقاص ؓ نے اس قدر تیر چلائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کی تیران کی طرف بکھیرتے ہوئے فرمایا: ''چلاؤ تم پر میرے باپ فدا ہوں'' حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ لڑتے لڑتے زخموں سے چور چور ہو گئے یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ حضرت ابو دجانہ ؓ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے......کفار مشرکین کی طرف سے جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی یہ انتہائی کوشش تھی......لیکن جانثاروں کی جانثاری......اور اللہ کی نصرت سے وہ ناکام رہے......شان رسالت کے دشمنوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے کی انتہاء کی ......لیکن رب العالمین نے بھی اپنے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کا دفاع کرنے کا حق ادا کیا۔

اللہ پاک نے جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو......جانثاروں کی ایسی مقدس جماعتیں عطا فرمائی کہ جس مقدس جماعت نے شان رسالت کی عظمت و رفعت کا پھریرا چہار دانگ عالم میں لہرایا......سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرے میں تشریف لائے......وہاں ظلم و ستم کے بادل گرجتے تھے......جہالت کی تاریکیوں کا راج تھا......معصوم بچیوں تک زندہ در گور کر دینا فخر کی بات سمجھا جاتا تھا......لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی ہی برکت تھی......کہ عرب کے اسی معاشرے سے ظلم کے بادل چھٹ گئے......جہالت کی تاریکیاں کافور ہو گئیں، بچیوں کو زندہ در گور کرنے والے......ان کی پرورش کرنے کو جنت کے حصول کا ذریعہ سمجھنے لگے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا یہ پہلو بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہئے کہ اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمانے کے بعد مومنوں پر بہت بڑا احسان قرار دیا......جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت رکھنا ایمان کی شرط اول ہے۔جس کے بغیر سب کچھ نامکمل ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک میں اس کے ہاں اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور عام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔''

حضرت عمر ؓ نی ایک دفعہ عرض کیا حضرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔لیکن اپنی جاں سے مجھے زیادہ محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ابھی تک ایمان مکمل نہیں ہوا۔حضرت عمر ؓ نے عرض کیا حضرت اب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ایمان کامل ہو گیا ۔قرآن کریم سورۃ توبہ کی آیت نمبر 24 میں ارشاد رب العالمین ہے کہ!

''(اے میرے محبوب کریم) آپ فرما دیجئے کہ اگر باپ اور بیٹے اور بھائی عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو۔اور وہ مکانات جن کو تم محبوب رکھتے ہو۔اگر یہ (تمام چیزیں) تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

دنیا میں انسان کو جن جن چیزوں سے محبت ہو سکتی ہے۔قرآن کریم نے ان سب کا ذکر فرما کر عشق رسالت سے متعلق واضح انداز میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے۔کہ ان تمام چیزوں کی محبت پر جب تک اللہ اور اس کے رسول کی محبت غالب نہیں ہو گی اس وقت تک تکمیل ایمان ممکن نہیں بلکہ اس کمی اور کوتاہی پر عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔کائنات کی تخلیق اس کا حسن و جمال آقائے نامدار کی بدولت ہے۔اس کا وجود رب العالمین کا رھین منت ہے۔انسان کو عطا ہونے والی ساری نعمتیں اس رب جلیل کا خاص انعام ہے۔لیکن سبب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے، تو یہ کائنات رنگ و بو نہ ہوتی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے، تو سورج چاند ستارے نہ ہوتے۔آپ نہ ہوتے تو پہاڑ دریا، سمندر ہوتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یہ چہچہاتے پرندے۔یہ بل کھاتی ندیاں یہ جنت نظیر زمینی ٹکڑے نہ ہوتے۔زینت آسمان لوح قلم جنت دوزخ کچھ بھی تو نہ ہوتا۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ نے کیا ہی خوب فرمایا:

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
یہ نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کون و مکان نہ ہوتی جو وہ امام رسل نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

جن کے باعث سب کچھ ہمیں ملا اس کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے ساتھ محبت اور عشق بھی سب سے زیادہ ہو۔حضرات صحابہ کرام ؓ کو جو بلندی ملی نبیوں کے بعد سے افضل ترین جماعت ہونے کا جو شرف عطا ہوا یہ سب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجے میں ہی ملا۔صحابہ کرام ؓ کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی محبت تھی ایسا عشق تھا ایسا لگاؤ اور تعلق تھا جس کے بیان کا کوئی پیمانہ نہیں جس کی تعبیر کے لیے الفاظ کے ذخیروں میں کوئی لفظ نہیں۔فنا فی الرسول کے جس مرتبہ کو وہ پہنچے ہوئے تھے ہم اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔آیئے اس کی جھلک ملاحظہ فرمایئے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کیجئے۔

یہ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔جسے تاریخ زید بن دثنہ ؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔کافروں کے نرغے میں آ جاتا ہے۔کافر اسے تختہ دار پر لٹکا دیتے ہیں۔پھانسی دینے سے پہلے اس سے پوچھتے ہیں۔اے زید ؓ تجھے اللہ کی قسم کیا تجھے پسند ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے پاس موجود ہوں اور ہم تمہاری جگہ ان کی گردن ماریں۔اور تم اپنے اہل و عیال میں زندہ رہو۔حضرت زید ؓ جواب میں فرماتے ہیں اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جہاں ہیں وہاں ہی ان کو ایک کانٹا چبھے اور اس تکلیف کے بدلے میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوا ہوں۔ابو سفیان یہ سنکر کہنے لگا میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ؓ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے۔

ایک اور عاشق حضرت خبیب ؓ کو سولی پر چڑھا کر بلند آواز سے قسم دے کر کافر پوچھ رہے ہیں کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ ہوں (اور ان کو سولی دی جائے) حضرت خبیب ؓ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میرے بدلے ان کے مبارک پاؤں میں کانٹا تک چبھے۔

یہ ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔جن کو افضل البشر بعد الانبیاء کہا جاتا ہے۔یہ اس منصب جلیلہ پر کیسے پہنچے۔آیئے دیکھتے ہیں۔حضرت انس ؓ فرماتے ہیں۔کہ حضرت ابو بکر ؓ کے والد ماجد ابو قحافہ جب اسلام قبول کرنے تشریف لائے اور اپنا ہاتھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دیا تو حضرت ابو بکر ؓ رو پڑے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔کیوں روتے ہو؟ حضرت ابو بکر ؓ نے عرض کیا اگر اس وقت میرے والد کی جگہ آپ کے چچا کا ہاتھ،//

بقیہ صفحہ 4 پر......//